

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

کیا فرماتے ہیں علماء اکرام اس مسئلے کے بارے میں کہ لڑکا ایک لڑکی سے نکاح کیا لیکن رخصتی نہیں ہوئی اس دوران میں وہ افغانستان چلا گیا اور دس بارہ سال بیوا غالب گمان یہ تھا کہ وہاں اس کا انتقال ہو گیا۔

اب دو مسئلے بن گئے ایک لڑکی کے مہر کے بارے میں کہ مہر اس کا حق ہے یا نہیں؟

اور دوسرا یہ کہ لڑکی دوسرے شخص سے نکاح ہو سکتا ہے یا نہیں؟



سائل  
 تنقیح: حمید الدین امین 0345-9687818

سائل سے فون پر بات ہوئی، اس نے بتایا کہ یہ لڑکا افغانستان جہاد کے لیے لیا تھا، اس کا ایک اور ساتھی بھی وہاں لیا تھا وہ بھی واپس نہیں آیا غالب گمان یہی ہے کہ دونوں کا انتقال ہو گیا ہے۔ اور مہر بھی مفرد کیا تھا۔

(محمد اویس سیالکوٹی)

(جواب منسلک ہے)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ  
الجواب حامداً ومصلياً

1۔۔۔ صورت مذکورہ میں چونکہ ایک معتد بہ مدت گزر چکی ہے، لہذا اگر غالب گمان یہی ہو کہ اس لڑکے کا وہاں انتقال ہو چکا ہے تو یہ لڑکی مسلم عدالت میں اپنا معاملہ پیش کرے اور گواہوں کے ذریعے نکاح اور اس کے لاپتہ ہونے کو ثابت کرے، عدالت اپنے طور پر اس لڑکے کے بارے میں تفتیش کرے اور تفتیش کا ہر ممکن طریقہ استعمال کرے، پھر اگر عدالت کو حالات اور قرائن سے یقین یا غالب گمان ہو جائے کہ وہ اب زندہ نہیں رہا، تو اس وقت عدالت اس پر موت کا حکم لگائے۔

اس حکم اور فیصلہ کے بعد یہ لڑکی عدتِ وفات گزارے، عدتِ وفات گزارنے کے بعد اگر چاہے تو دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے، عدتِ وفات چار مہینے اور دس دن ہیں۔

واضح رہے کہ اس سلسلہ میں صرف مفتی کافنوی کافی نہیں، بلکہ مسلم حج یا معتبر جماعت المسلمین کا فیصلہ

ضروری ہے۔ (ماخذ الترویج بحرف لیسیر 62/837)

الدرد المختار وحاشیة ابن عابدین (رد المختار) - (4 / 297)



(قوله: واختار الزيلعي تفويضه للإمام) قال في الفتح: فأي وقت رأى المصلحة حكم بموته. قال في النهر: وفي النسيب: قيل بغوض إلى رأي القاضي، ولا تقدير فيه في ظاهر الرواية. وفي القنية: جعل هذا رواية عن الإمام. اهـ.

قلت: والظاهر أن هذا غير خارج عن ظاهر الرواية أيضاً، بل هو أقرب إليه من القول بالتقدير؛ لأنه فسره في شرح الوهبانية بأن ينظر ويجهد ويفعل ما يغلب على ظنه فلا يقول بالتقدير؛ لأنه لم يرد به الشرع بل ينظر في الأقران وفي الزمان والمكان ويجهد، ثم نقل عن معني الحنابلة حكايته عن الشافعي ومحمد، وأنه المشهور عن مالك وأبي حنيفة وأبي يوسف. وقال الزيلعي: لأنه يختلف باختلاف البلاد وكذا غلبة الظن تختلف باختلاف الأشخاص فإن للملك العظيم إذا انقطع خبره يغلب على الظن في أدق مدة أنه قد مات اهـ.

ومقتضاه أنه يجهد ويحكم القرائن الظاهرة الدالة على موته وعلى هذا يشترط على ما في جامع الفتاوى حيث قال: وإذا فقد في المهلكة فموته غالب فيحكم به، كما إذا فقد في وقت الملافة مع العدو أو مع قطاع الطريق، أو سافر على المرض الغالب هلاكه، أو كان سفره في البحر وما أشبه ذلك حكم بموته؛ لأنه الغالب في هذه الحالات وإن كان بين احتمالين، واحتمال موته ناشئ عن دليل لا احتمال حياته؛ لأن هذا الاحتمال كاحتمال ما إذا

بلغ المفقود مقدار ما لا يعيش على حسب ما اختلفوا في المقدار نقل من الغنية اه ما في جامع الفتاوى.

وأفتى به بعض مشايخ مشايخنا وقال إنه أفتى به قاضي زاده صاحب بحر الفتاوى، لكن لا يخفى أنه لا بد من مضي مدة طويلة حتى يغلب على الظن موته لا بمجرد فقدته عند ملاقاته العدو أو سفره البحر ونحوه إلا إذا كان ملكاً عظيماً فإنه إذا بقي حياً تشتهر حياته، فلذا قلنا إن هذا مبني على ما قاله الزيلعي تأمل

كذاتى الحيلة الناجزة ص 59

2--- جی ہاں! مہر اس لڑکی کا حق ہے، اگر اس شوہر نے کچھ مال چھوڑا ہو تو اس میں سے مہر وصول کیا جائیگا۔

الدر المختار وحاشية ابن عابدين (رد المحتار) - (3 / 102)

(وتجب العشرة إن سماها أو دونها و) يجب (الأكثر منها إن سمي) الأكثر وتأكد (عند وطء أو خلوة صحت) من الزوج (أو موت أحدهما)

الفتاوى الهندية - (1 / 303)

(الفصل الثاني فيما يتأكد به المهر والمتعة) والمهر يتأكد بأحد معان ثلاثة: الدخول، والخلوة الصحيحة، وموت أحد الزوجين سواء كان مسمى أو مهر المثل حتى لا يسقط منه شيء بعد ذلك إلا بالإبراء

الهداية في شرح بداية المبتدي - (1 / 199)

ومن سمي مهراً عشرة فما زاد فعليه المسمى إن دخل بها أو مات عنها " لأنه بالدخول يتحقق تسليم المبدل وبه يتأكد البذل وبالموت ينتهي النكاح بحايته والشيء بانتهائه يتقرر ويتأكد فينتقرر بجميع مواجبه.....والله سبحانه وتعالى اعلم



مفتی اعظم  
اویس سیالکوٹی کان اللہ لا  
دارالافتاء جامعہ دارالعلوم کراچی  
۱۳ / ربیع الثانی / ۱۴۳۹ھ  
2 / جنوری / 2018ء

الجواب صحیح  
بمذہب ائمہ اربعہ غفر اللہ لہم  
مفتی جامعہ دارالعلوم کراچی  
۱۵ / ربیع الثانی / ۱۴۳۹ھ  
03 / جنوری / 2018ء

الجواب صحیح  
مفتی اعظم

الجواب صحیح  
مفتی اعظم  
۱۵ / ربیع الثانی / ۱۴۳۹ھ

الجواب صحیح  
مفتی اعظم

